مولانا محمد عمرانور بدخشانی
استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

''مشاہیر'' نادر و نایاب مکاتیب کا عظیم ذخیرہ

نسخہ ہائے وصل و وفا

کسی بھی اچھی علمی، تاریخی، اصلاحی اور تعمیری کتاب کا مطالعہ کے لیے میسر ہو جانا دنیا میں اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہے، اور پھر وہ کتاب اگر اکابر علماء اہل علم وفن وادب کے نادر و نایاب ذاتی اور غیر مطبوعہ خطوط پر مشتمل ہو تو پھر اس نعمت کا حق شکر زبان وقلم سے ادا کرنا ممکن نہیں، چند روز قبل عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر کی طرف جا رہا تھا، راستے میں کتابوں کی دکان آئی، دل میں سوچا کہ جا کر دیکھوں تو سہی شاید کوئی نئی کتاب آئی ہو، دکان پہنچا، ادھر ادھر مختلف الماریوں میں نظر دوڑائی تو سب سے اوپر ''مشاہیر'' کے نام سے خطوط و مکاتیب پر مشتمل پانچ جلدوں میں ایک نئی کتاب پر نظر پڑی، تمام جلدیں نیچے اتروا کر دیکھا تو کتاب کی پشت پر موجود شخصیات کے اسماٗ گرامی میں سے ہر نام ہی کشش اور دلچسپی کا باعث تھا، دکان میں کھڑے کھڑے اپنی پسندیدہ ترین شخصیت حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط پڑھ ڈالے، پھر یہ سوچ کر کہ جب استطاعت ہوگی خریدلوں گا ،کتابوں کی دکان سے نکل کر گھر کا رخ اختیار کیا۔

تین دن بعد زمانہ طالب علمی کے ایک پرانے دوست سے کافی طویل عرصے بعد فون پر رابطہ ہوا، باتوں ہی باتوں میں اسی کتاب کا ذکر نکل پڑا، احساس ہوا کہ اس دن وہ کتاب خریدلینی چاہیے تھی، چنانچہ اسی دن دوبارہ اس دکان جا کر خرید لایا، تادم تحریر گذشتہ پانچ راتیں اسی کتاب کے مطالعے میں گم رہا، کسی بھی اچھی کتاب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہوسکتی ہے کہ اس کتاب کی ہر جلد اور ہر صفحہ قاری کو اپنا آپ پڑھنے پر مجبور کر ڈالے، ''مشاہیر'' کو ہاتھ میں لینے کے بعد قاری کے لیے یہ فیصلہ کرنا کافی دشوار ہو جاتا ہے کہ کیا پڑھے، کس کا خط پہلے پڑھے اور کس کا بعد میں، یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک قیمتی تاریخی خزانہ ہے جو اب تک مدفون تھا، کوئی بھی کتاب محض اپنے نام یا مصنف کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مندرجات کی وجہ سے دلچسپی اور شہرت اختیار کرتی ہے، اس کتاب میں برصغیر پاک و ہند کی تمام معروف وغیر معروف شخصیات کی نگارشات موجود ہیں، اگلے دن ایک ساتھی سے ''مشاہیر'' کا ذکر

ہوا، راقم نے عرض کیا کہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی شخصیت کے نام اتنی بلند بلند ہستیوں کے خطوط یک جا میسر ہو جانا، ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، چنانچہ جس جس شخصیت کا نام دل ودماغ میں آیا کہ دیکھوں تو سہی ان کے خطوط موجود ہیں یا نہیں، اور پھر جیسے ہی فہرست میں دیکھا تو اس مطلوبہ شخصیت کا نام موجود پایا، ''مشاہیر'' کس طرح وجود میں آئی؟ یہ جاننے سے قبل کچھ تاریخی پس منظر جاننا ضروری ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا سمیع الحق صاحب اور ماہ نامہ ''الحق'' یہ ایک مربع کی مانند ہیں جس کا ہر سرا دوسرے سے مربوط ہے، شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا سن پیدائش ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۲ء ہے، آپ نے عظیم علمی ودینی ادارے دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۵۱ھ میں سند فراغت حاصل کی ،۱۳۶۶ھ تک آپ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کرتے رہے، اور پاکستان کے بننے کے ساتھ ہی اسی سال یعنی ۱۹۴۷ء میں اکوڑہ خٹک (صوبہ خیبر پختون خواہ) میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی، گویا دارالعلوم حقانیہ اور وطن عزیز پاکستان تاریخی اعتبار سے ہم عمر ہیں، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور دارالعلوم حقانیہ کی جو دینی، علمی، ملکی وملی خدمات اور کارنامے ہیں، درحقیقت ''مشاہیر'' کی یہ آٹھ عظیم الشان جلدیں اسی کا مظہر ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق صاحب کا سن ولادت ۱۹۳۷ء ہے، بیس سال کی عمر میں ۱۹۵۷ء میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۵۸ء سے تاحال آپ دارالعلوم حقانیہ میں ہی تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں، مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۶۵ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ماہ نامہ ''الحق'' کا اجرا کیا، جس کا شمار آج بھی دنیائے اردو کے بہترین دینی، علمی، اصلاحی رسالوں میں کیا جاتا ہے، اکابر اہل علم وادب نے ہمیشہ اس کو سراہا اور اس کو اردو زبان کے تمام حلقوں میں نمایاں پذیرائی حاصل ہوئی، یہ تقریباً ایک صدی کا طویل اور پر مشقت سفر ہے جو یہاں مختصراً ذکر کیا گیا۔

مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کو نوعمری سے ہی خطوط اور ان کے لفافے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا ،اپنے اسی شوق کے بارے میں خود پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت والد ماجدؒ کی چارپائی کے سرہانے لگی ہوئی کتابوں سے بھری ہوئی الماری کے ایک کونہ میں لٹکا ہوا سبز رنگ کا مخملی تھیلہ میرے لیے جاذب نظر بنا رہتا، اس تھیلہ میں حضرت قدس سرہ اپنے اکابر اساتذہ دیوبند اور اہم احباب اور دوستوں کے آئے ہوئے خطوط ڈالتے اور غالباً صرف تبرک اور تذکر کے طور پر یہ عام خطوط کی طرح ضائع ہونے کی چیز نہیں، میرا شوق تجسس حضرت کی غیر موجودگی میں اسے ٹٹولنے پر مجبور کردیتا، ان خطوط کے لکھنے والوں کے دست خط مثلاً حسین احمدؒ، اعزاز علیؒ، محمد طیبؒ، مبارک علیؒ وغیرہ مجھے چمکتے ہوئے ہیروں اور نگینوں کی طرح

محسوس ہوتے اور دل میں اتر جاتے ، پھر ساتھ ہی تشویش لاحق ہوتی کہ حضرت کے ارد گرد کتابوں ، رسائل ومجلات اور بکھرے ہوئے درسی افادات اور مخطوطات کے پلندوں میں یہ خطوط کہیں گم نہ ہو جائیں ، پھر اسی طرح حضرت والد ماجدؒ کی زندگی ، درس وتدریس اور سیاسی وملی خدمات میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ انہیں مستقبل میں سنبھالے رکھنا دشوار معلوم ہوتا تھا ، ہر چند کہ حضرت اپنے کاغذات وغیرہ میں نوعمر بچوں وغیرہ کی مداخلت پر ناراض ہوتے تھے لیکن مجھے جب موقع ملتا ایسے خطوط کو چن چن کر اپنی ذاتی الماری میں محفوظ کرتا رہا ، بچپن میں ڈاک کے ٹکٹوں ، پرانے سکوں اور مختلف ڈیزائن کے ماچس جمع کرنے کی بجائے اللہ تعالی نے مجھے ان خطوط کو جمع کرنے کا شوق عطا فرمایا اور شاید اس طرح کاتب تقدیر نے میرے ذریعے ان جواہر نما مکاتیب اور تاریخی اثاثے کو اہتمام کے ساتھ محفوظ کرایا تا کہ یہ خیر کثیر امت کے سامنے آ کر ''استفادہ اور رہنمائی'' کے کام آسکے ، حتی کہ خطوط کے ساتھ ساتھ لفافے بھی جمع کرتا رہا ، پھر جوں جوں عقل وشعور کی منزلیں سر کرنے لگا تو ان کی قدر واہمیت اور بھی سامنے آتی گئی''۔

دارالعلوم دیوبند ، جامعہ حقانیہ ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ ، ماہ نامہ ''الحق'' اور ان سب پر مستزاد مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کی ملکی سیاسی وملی خدمات ، ان تمام نسبتوں اور حوالوں سے گذشتہ پون صدی میں دنیا بھر سے معروف وغیر معروف علمی ، ادبی ، دعوتی ، صحافتی اور سیاسی شخصیات کے جو بھی مکاتیب ورسائل اور دعوت نامے مولانا سمیع الحق یا ان کے والد بزرگوار کے نام آئے مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں حرز جان بنا کر محفوظ رکھا ، ان قیمتی مکاتیب ورسائل کی حفاظت اور نگہداشت مولانا زید مجدہ نے کس طرح کی ،اس کا ذکر خود انہی کے قلم سے کتاب کے مقدمہ میں موجود ہے۔ مولانا کے ذوق وشوق کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس مجموعے میں خطوط ورسائل کے علاوہ وہ تمام دعوت نامے بھی موجود ہیں جو کسی بھی تقریب کی مناسبت سے مولانا کو ارسال کیے گئے ، مولانا زید مجدہ رقم طراز ہیں:

''اس دوران ہمیشہ دل میں یہ کھٹکا رہتا کہ کہیں کسی حادثے اور ناگہانی آفت کے نتیجے میں یہ عظیم ذخیر ضائع نہ ہو جائے ،اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی ، پچھلے سال ۲۰۱۰ء میں صوبہ سرحد میں خطرناک تباہ کن سیلاب میں جب پانی دارالعلوم کی حدود کے قریب پہنچنے لگا اور اطلاع تھی کہ پشاور میں ایک ڈیم بھی ٹوٹ گیا ہے تو سب سے پہلے آدھی رات کو یہ سارا قیمتی اثاثہ اور کمپیوٹرز سمیت ایوان شریعت کی عظیم بلند بلڈنگ کی چھت پر پہنچایا گیا ، پھر دوسرے کاغذات وضروریات وغیرہ اور بعد میں اہل خانہ اور بچوں کی حفاظت کا خیال آیا''۔

''مشاہیر'' کے نام سے یہ ضخیم کتاب بڑے سائز کی آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں سے فی الحال پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں، شنید ہے کہ چھٹی اور ساتویں جلد بھی چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے، جلد اول میں وہ مکاتیب شامل ہیں جو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ کے نام لکھے گئے ، چار جلدیں ان خطوط دستاویزات پر مشتمل ہیں جو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدہ مجدہ کے نام لکھے گئے ، چھٹی جلد افغانستان ، جہادی مشاہیر کے خطوط، رپورٹیں، تحریک طالبان کو سمیٹے ہوئے ہیں، ساتویں جلد بیرونی ممالک، ایران، عالم عرب ،افریقہ، سینٹرل ایشیا، فارایسٹ، امریکہ اور یورپی ممالک سے متعلق ہے اور آٹھویں جلد ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات پر مشتمل ہے، گویا یہ آٹھ ضخیم اور بھاری بھرکم جلدیں گذشتہ پون صدی کی ایک قیمتی دستاویز بلکہ تاریخ ہے ،آنے والے مؤرخین ان کے ذریعے حسب استطاعت نایاب گوہر ویواقیت نکال سکیں گے، ''مشاہیر'' کے سرورق پر اس کا تعارف ان الفاظ سے کرایا گیا ہے:

> ''تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم وادب، علماء ومحدثین، مشائخ واکابرین امت، نام ور اہل قلم، شہسواران صحافت ، دانش ور ومصنفین ، سیاسی زعماء، حکمران وسلاطین کے مکتوبات ،نگارشات، تأثرات اور احساسات کا مجموعہ، علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات وبین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجزر پر ارباب فکر ودانش کے خیالات وافکار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ''۔

قارئین کی سہولت کے لیے مکتوب نگاروں کی ترتیب فرق مراتب کا لحاظ کیے بغیر حروف تہجی الف باء کے مطابق رکھی گئی ہے، ہر جلد کے آغاز میں اس جلد میں آنے والے مکتوب نگاروں کے تحریری خطوط کا ایک ایک عکسی نمونہ بھی دیا گیا ہے، اول سے آخر تک ہر خط کو امتیازی عنوان دینے کا اہتمام خاص طور پر کیا گیا ہے، اس طرح ہر متلاشی علم وادب فہرستوں پر ایک نظر ڈال کر اپنے مطلوبہ مواد اور دل چسپی کے امور تک پہنچ سکتا ہے، ورنہ بیشتر مجموعہ مکاتیب بغیر عنوان کے مسلسل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان سے کماحقہ فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا۔مکتوب نگاران کے مختصر تعارف اور خطوط کے پس منظر اور وضاحت طلب امور کی حاشیہ میں توضیح وتشریح نے اس کتاب کے حسن میں مزید اضافہ کردیا ہے، مکتوب نگاروں کے تعارف میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ نے جس جامعیت اور لطافت کو اختیار کیا ہے وہ بے مثال ہے، بلکہ مولانا سے فرمائش ہے کہ شخصیات کے تعارفی حواشی کو اگر مستقل کتابی صورت میں شائع کردیا جائے تو وہ بھی ایک خاصے کی چیز ہوگی، اور تذکرہ نویسی میں یقیناً ایک نئے اسلوب کا اضافہ بھی ہوگا، اس سے ملتا جلتا اسلوب اس سے قبل ''نقش دوام'' میں حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے قلم سے ملتا ہے، جو اَب ''لالہ وگل'' کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں، ''مشاہیر'' نے صرف مشاہیر

ہی کو زندہ نہیں کیا بلکہ بہت سی ایسی گم نام شخصیات کو بھی جلا بخشی جواب تک ہم سے مخفی تھے اور شاید مخفی ہی رہتے، ''مشاہیر'' اپنی ضخامت، مختلف میدانوں میں ماضی قریب کی تقریباً تمام بڑی شخصیات کے مکاتیب وخطوط کے حوالے سے کسی بھی زبان میں اپنی نوعیت کا پہلا مجموعہ مکاتیب ہے، اس تمام کدو کاوش پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کی جتنی بھی تحسین وتعریف کی جائے وہ کم ہے کہ وہ اس عظیم، قیمتی اور علمی خزانے کے صحیح امین بنے اور اس امانت کو ہم جیسے ناکارہ طالب علموں تک بحسن وخوبی پہنچایا، مولانا زید مجدہ کی علمی ودینی کارناموں پر میری خامہ فرسائی سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگی، حقیقت میں مولانا زید مجدہ کی ذات اپنی دینی وعلمی خدمات کی بدولت اس مقام پر ہے کہ:

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا

مولانا زید مجدہ نے کتاب کے پیش لفظ کے آخر میں جو اپنا تلخ مشاہدہ نقل کیا ہے وہ ہم جیسے نوآموزوں کے لیے سبق آموز بھی ہے اور دیدہ عبرت بھی:

> ''یہاں پر ایک بڑا ہی تلخ مشاہدہ سامنے آرہا ہے کہ عہد جدید کی ٹیکنالوجی، الیکٹرانک میڈیا، ٹیلی کمیونیکیشن، موبائل (موبائل میسجز) اور انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولیات نے مکتوب نگاری کے رواج کو بالکل محدود واپاہج کردیا ہے اور مستقبل میں تو مزید نت نئی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ آرہی ہیں جس سے خط وکتابت کے عظیم ورثے کو بڑا خطرہ لاحق ہوگیا ہے، اسی لیے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہ عظیم متنوع مجموعہ مکاتیب ایک شاندار عہد اور عظیم الشان تاریخی روایات کا آخری ضخیم ایڈیشن ثابت نہ ہو، کاش کہ امت کے نونہالوں کے ہاتھ قلم کی تقدیس، کاغذ کے لمس اور مضمون نویسی ومکتوب نگاری کی لذت سے تادیر آشنا رہیں اور مکتوب نگاری کا فن اور تاریخی روایات قاصد وکبوتر کی پیغام رسانی کی طرح معدوم نہ ہونے پائیں''۔

مکاتیب و دستاویز کا یہ نادر ونایاب ضخیم ذخیرہ اور قیمتی خزانہ اور مولانا زید مجدہ کا اپنے عہد طفولیت سے لے کر پیرانہ سالی تک ان کو سنبھال کر محفوظ رکھنا اور پھر یہ امانت ہم تک پہنچا دینا، شاید اس شعر کا اتنا بہترین مصداق کہیں اور نظر نہ آئے کہ:

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

قارئین کی دلچسپی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مضمون کے آخر میں ''مشاہیر'' میں سے چند شخصیات کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے یہاں ذکر کردیے جائیں جن کے مکاتیب اس مجموعہ میں شامل ہیں:

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	مولانا ابوالوفاء افغانیؒ	ابوسلمان شاہ جہان پوری
اجمل خٹکؒ	احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ	مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ	مولانا احمد علی لاہوریؒ
مولانا شاہ احمد نورانیؒ	اختر راہی (سفیر اختر)	مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ	ارشاد احمد حقانیؒ
مولانا سید ارشد مدنی	سید ازہر شاہ قیصرؒ	محمد اسحاق بھٹی	مولانا اسحاق جلیس ندویؒ
مولانا اسحاق سندیلوی ندویؒ	ڈاکٹر اسرار احمدؒ	مولانا سید اسعد مدنیؒ	جسٹس محمد افضل چیمہ
اکبر خان بگٹی	الطاف حسین قریشی	مولانا امین احسن اصلاحیؒ	مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ
مولانا انظر شاہ کشمیریؒ	مولانا ایوب جان بنوریؒ	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	مولانا اعزاز علیؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	ڈاکٹر محمد ایوب قادریؒ	شاہ بلیغ الدین	پروفیسر پریشان خٹک
مولانا تاج محمودؒ	جسٹس تنزیل الرحمٰن	مولانا تقی الدین ندوی	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
جانباز مرزا	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ	مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ	مولانا حسن جان شہیدؒ
پروفیسر محمد حسن عسکریؒ	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	قاضی حسین احمد	حفیظ جالندھریؒ
ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ (فرانس)	حیات محمد خان شیرپاؤ	مولانا مفتی محمد حسنؒ	مولانا خواجہ خان محمدؒ
مولانا خیر محمد جالندھریؒ	خالد علویؒ	مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی	پروفیسر خورشید احمد
ذوالفقار علی بھٹو	چودھری رحمت علیؒ	ڈاکٹر رشید احمد جالندھری	مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی
مولانا محمد رابع ندوی	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ	مولانا سید زکریا بنوریؒ	مولانا مفتی محمد زرولی خان
زیڈ اے سلہری	مولانا مفتی زین العابدینؒ	مولانا سرفراز خان صفدرؒ	مولانا محمد سالم قاسمیؒ
حکیم محمد سعید شہیدؒ	مولانا سعید احمد اکبرآبادی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	علامہ شمس الحق افغانیؒ
مولانا شہاب الدین ندویؒ	شورش کاشمیریؒ	میر شکیل الرحمٰن	پروفیسر صغیر حسن معصومی
محمد صلاح الدین شہیدؒ	جنرل ضیاء الحق شہیدؒ	ضیاء الدین اصلاحی (معارف)	مولانا محمد طاسینؒ
مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ	طالب ہاشمی	طاہر القادری	محمد طفیل (نقوش)
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	مولانا ظفر احمد انصاریؒ	ایس ایم ظفر	مولانا عبدالرشید نعمانیؒ
مولانا عزیر گلؒ	مولانا عبدالحق نافع گلؒ	سردار عبدالرب نشترؒ	مولانا عبدالرزاق اسکندر
مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ	ڈاکٹر سید عبداللہؒ	ڈاکٹر عبداللہ چغتائیؒ
مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	مولانا عبدالغفور عباسیؒ	مولانا عبداللہ درخواستیؒ
مولانا عبدالقادر آزادؒ	بھائی عبدالوہاب صاحب	مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ	مولانا محمد علی جالندھریؒ
خان عبدالولی خان	مولانا غلام اللہ خانؒ	حافظ غلام حبیب نقشبندیؒ	مولانا غلام غوث ہزارویؒ
ڈاکٹر غلام محمد	مولانا فضل الرحمٰن	کوثر نیازی	ماہر القادریؒ
مولانا حکیم محمد اختر صاحب	مجیب الرحمٰن شامی	مجید نظامی	مولانا محمد بنوری شہیدؒ
مولانا مفتی محمودؒ	مولانا مرغوب الرحمٰنؒ	مشفق خواجہؒ	مصطفیٰ صادقؒ
شاہ معین الدین ندویؒ	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	محمد موسیٰ بھٹو	مفتی نظام الدین شامزیؒ
نعیم صدیقیؒ	سید نفیس الحسینیؒ	ملک نواز احمد اعوان	مولانا محمد میاںؒ (مؤرخ)
وحید الدین خان	مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ